Vol. 7 No.1 2024
ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7615

فلورا کا سائنسی تصور اور لوک قصوں میں فلورا کے تصور کا تجزیاتی، تقابلی و تنقیدی مطالعہ

Analytical, Comparative and critical study of the scientific concept of Flora and the concept of Flora in Folktales

Dr. Riaz Hussain Khan Sindher,
Assistant Professor, Department of Siraiki, Islamia University Bahawalpur
riaz.sindher@gmail.com
Anam Rafiq Lecturer,
Department of Siraiki, Islamia University Bahawalpur
anam.rafiq@iub.edu.pk
Allah Bakhish Saqib Lecturer,
Department of Siraiki , Islamia University Bahawalpur
Noreen Manzoor, Lecturer,
Department of Siraiki, Islamia University BahawalpurAbstract

Abstract

These are two main branches of biology. One is Flora and the other is Fauna. Flora is also number one among them. Flora refers to all the vegetation of a region. Flora includes all the flowers, frutis, plants, trees, grasses and vegetation of any region. Flora refers to all the plants that grow in a particular area, at a particular time and period and in a particular environment. Flora is the name given to the collective life of plants. Flora is called Botany in English and Nabataat in Urdu. Nabataat are those living organisms that do not move.

Flora is very important to have on this planet earth. We need it in many places. Its importance can only be judged by the fact that it maintains ecological balance. Animals cannot exist without flora. Both humans and animals depend on flora. Flora produces oxygen for us. Both humans and animals cannot survive without oxygen. It also provides food for both humans and animal. Medicines for humans are provided by flora. Medicines for humans are possible from flora. Flora is also useful to protect humans from both heat and cold. We can eat many fruits and vegetable directly. The rest we cook and eat. Flora provides the fuel for cooking. Flora it is impossible to imagine life without it.

Folk tales are part of oral tradition. These folk tales are passed down from generation to generation. They contain the realities of life in such a way that we consider it necessary to recognize them for the next generation. These folk tales are so full of content that we even protect them and passed on to the next generation by mixing up our own life stories and dressing them in new words. In this way, they are always faithful to the traditions of the past and they also have the skill to live in the present. In this analytical study, we have first searched for and separated the mention of flora in the folk tales. Tried to

Vol. 7 No.1 2024

ISSN Online: 2709-7625

ISSN Print: 2709-7615

find out what the concept of flora is here by studying very deeply. In what sense flora is used and what is the importance of flora in these folk tales.

Nowadays our attitude is more scientific. In this article, a comparative study of the present-day scientific concept and the concept in folk tales has also been done. These tales are reminder of the time when science was not so advanced. But in this study, many aspects of the flora are also common to ancient and modern times and some new concept which are present in modern thought but not in folk tales. This analytical and comparative study will make it easier to understand the old and new ideas of thought and concept.

Keywords: Flora, Folk Tales, oral tradition,

تعارف:

فلورا سے مراد کسی خطہ زمین کے تمام نباتات اور پودے۔ فلورا میں کسی بھی علاقے کے تمام پھول، پھل، پودے، درخت اور گھاس اور تمام نباتات شامل ہوتے ہیں یا ہم پودوں کے مختلف گروہوں کو بھی فلورا کہتے ہیں۔ "یہ لفظ رومی دیوی فلورا کے نام سے اخذ ہوا ہے جس نے ہر طرح کے پودوں اور پودوں کے پھولوں کی نشو و نما میں مدد کی۔ نباتات اور حیوانات/فلورا اور فانا ایک قسم کے حیاتیاتی وسائل میں جو ماحولیاتی نظام کو برقرار رکھتے ہیں۔"(۱)

سیارہ زمین رہنے کے لئے ایک خوبصورت جگہ ہے پانی اور سورج کی بدولت کرہ ارض پر زندگی پروان چڑھی اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا کہ ہم سیارے میں جہاں بھی رہیں وہاں شاندار پھول اور جانور ہماری توجہ کا مرکز بنتے ہیں۔ "فلورا وہ نام ہے جو پودوں کی اجتماعی زندگی کو دیا جاتا ہے جو کسی مخصوص علاقے میں ایک مقررہ مدت کے دوران اُگتا ہے یا ایک بار بڑھتا ہے۔"(۲) فلورا سے مراد وہ تمام پودے جو کسی خاص علاقے میں کسی خاص وقت اور مدت کے ساتھ ساتھ کسی خاص ماحول میں پیدا ہوتے ہیں اور کسی علاقے کی خوبصورتی کا باعث بنتے ہیں۔ یہ کائنات رنگ برنگے پھولوں اور سبزہ زار سے ہی تو خوبصورت لگتی ہے اور یہ پودے اور نباتات اس دھرتی کی خوبصورتی کی وجہ ہیں اور مختلف علاقوں میں مختلف قسم کے پھول اور پھل والے پودے پائے جاتے ہیں۔ "فلورا کے لئے انگریزی میں Botany اور اردو میں نباتات کا نام موسوم کیا جاتا ہے۔"(۳) سادہ انگریزی ویکیپیڈیا کے مطابق فلورا کے دو معنی ہیں۔ "نباتات یا نباتیات پہلے معنی سے مراد پھولوں کی دیوی اور کسی علاقے یا وقت کی مدت میں پودوں کی زندگی، اور دوسرا معنی وہ ہے جس میں کسی کتاب میں پودوں کی قسموں اور ان کی شناخت کرنے کی اجازت ہو۔"(٤) "نباتات یا علم نباتات یا نباتاتی حیاتیات کو عربی میں علم النباتات اور انگریزی میں Botany نباتاتی حیات کے علم کو کہا جاتا ہے یعنی وہ علم جس میں پودوں کا مطالعہ کیا جائے نباتات کہلاتا ہے یہ حیاتیات کی دو بنیادی شاخوں میں سے ایک ہے۔ حیاتیات کی دوسری بنیادی شاخ حیوانات ہے۔"(۵) کثیر خلوی نباتات یا پودے جنہیں ہم سبز پودے بھی کہتے ہیں جو علم حیاتیات کی ایک شاخ نباتات سے تعلق رکھتے ہیں اگر ہم نباتات/فلورا کی بنیادی یا لغوی تعریف کریں تو وہ یوں ہو گی۔" نباتات یا پودے ایسے جانداروں کو کہا جاتا ہے جو منتقل (حیوانات کی طرح انتقال) نہیں کرتے۔"(٦)

پودوں کی کئی قسمیں ہوتی ہیں جو کہ ان گنت ہیں۔ پودوں کو خصوصی ماحول کے لحاظ سے تین حصوں میں بانٹا جاتا ہے۔

۱۔ مقامی نباتات: ایسے نباتات یا پودے جو علاقے میں خود بخود پیدا ہو جاتے ہیں۔

۲۔ زرعی اور باغبانی نباتات: ایسے پودے جنہیں جان بوجھ کر کاشت کیا جاتا ہے۔

۳۔ گھاس کا پودا: ایسے پودے جو خود بخود پیدا ہوتے ہیں لیکن انہیں ختم کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔

Vol. 7 No.1 2024
ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7615

فلورا اور مقامی لوگوں کے رشتے کو ظاہر کرنے کے لئے "ایک اصطلاح Enthnobotany استعمال کی جاتی ہے اور یہ اصطلاح پہلی بار امریکی ماہر نباتات جان بارش برجرنے ۱۸۹۶ء میں استعمال کی تھی۔ مقامی علم نسل در نسل منتقل ہوتا ہے جیسا کہ قدیم مقامی انسانی برادری کی تعمیر اور نامیاتی درجہ بندی، سماجی اور تدریسی ڈھانچے کے درمیان تعلق ہے۔ پودے مقامی لوگوں کے لئے اہم ہوتے ہیں کیونکہ وہ زمین کو غذائیت، پٹرولیم، لکڑی اور پیداوار فراہم کرتے ہیں۔"(۷)

فلورا ایسے نباتات ہیں جو کہ سیارہ زمین پر بہت ضروری ہیں۔ ہمیں ان کی بہت سے جگہوں پر ضرورت پڑتی ہے اور یہ بہت اہمیت کے حامل ہیں۔ کسی بھی علاقے کا فلورا یا مقامی نباتات زمین کو خوبصورت اور دلکش بناتے ہیں۔ ان کی اہمیت کا اندازہ ہم اس بات سے بھی لگاتے ہیں کہ یہ ماحولیاتی توازن کو برقرار رکھتے ہیں۔ یعنی کہ نباتات کے بغیر حیوانات کا کوئی وجود ممکن نہیں کیونکہ انسان اور حیوانات سب کا انحصار فلورا پر ہی ہے ہم فلورا کو آکسیجن پیدا کرنے کے لئے استعمال کرتے ہیں۔ کیونکہ انسانوں اور حیوانات کو سانس لینے کے لئے آکسیجن کی ضرورت ہوتی ہے اور بدلے میں حیوانات کاربن ڈائی آکسائیڈ پیدا کرتے ہیں تو نباتات کو فوٹو سنتھیس کے لئے اس کی ضرورت ہوتی ہے۔ اس کے علاوہ نباتات انسان کو خوراک اور ادویات وغیرہ بھی مہیا کرتے ہیں ہماری خوراک کا ذریعہ پودے ہی ہوتے ہیں۔ اور بیماری کے لئے جو ادویات ہم استعمال کرتے ہیں، مصنوعی کیمیکل سے پہلے وہ ساری کی ساری نباتات سے حاصل ہوتی تھیں۔ انسان فطرت سے پیار کرتا ہے اور اس کی تعریف کرتا ہے۔ بہت سے لوگ اپنی جمالیاتی قدر کی وجہ سے قدرتی نظاروں اور سبز جگہوں میں وقت گزار نا پسند کرتے ہیں۔ اور فطرت کے زیادہ قریب رہنا پسند کرتے ہیں اور یہ پودے اور فلورا ہی انسان کے دماغ کو تازگی اور خوشگواریت کا احساس فراہم کرتے ہیں۔ سرائیکی وسیب کے شہروں میں لوگ کچی پکی اینٹ سے اپنا گھر بناتے ہیں۔ باقی تمام وسیب میں چاہیے وہ میدانی علاقے کا دیہات ہو، چاہے وہ چولستان کا علاقہ ہو چاہے دریائی بیٹ ہو رہنے کیلئے گھر کچی مٹی اور فلورا کے مواد سے بنتا ہے۔ سہال ہو، گوپا ہو یہ سب مقامی فلورا ہی سے تیار ہوتے ہیں۔ اور یہ رہائش گاہیں اکثر غریب لوگوں کی ہوتی ہیں۔ وہ لوگ جو اس ماحول میں رہنے کیلئے کمرہ بنا سکتے ہیں ان کے مال مویشی کیلئے باڑے فلورا سے ہی تیار ہوتے ہیں۔ انسان اور حیوان کو گرمی اور سردی سے فلورا ہی تحفظ فراہم کرتا ہے۔ درخت بھی قدرت کا حسین تحفہ ہیں۔ غریب کی آدھی زندگی اس کے نیچے گزر جاتی ہے۔ حیوانات کیلئے خوراک کے علاوہ گرمی اور سردی سے بچنے کیلئے درخت کی اوڑھ ہی کام آتی ہے۔ پودے اور گھاس کے اثرات لوگوں کی معاشی زندگی پر بھی ہوتے ہیں۔ گھاس کی فراوانی مال مویشی کو خوشحال کرتی ہے اور جو سرائیکی وسیب کی اجڑ پال معثیت کے لئے معاشی خوشحالی کا سبب بنتی ہے۔ اور اس کے ساتھ ذیلی صنعتوں کو بھی فروغ ملتا ہے اور پودے یا درخت کی لکڑی کو بطور ایندھن بھی استعمال کیا جاتا ہے۔ اکثر دیہاتوں میں کھانا لکڑی کی آگ پر پکایا جاتا ہے اور سردی کے موسم میں بھی آگ کی ضرورت کو پورا کرنے کے لئے لکڑی کا استعمال ہوتا ہے۔

کوئی بھی زمین کا خطہ ہو وہ تب ہی خوبصورت ہوتا ہے جب اس پر پھل اور رنگ برنگے پھول ہوں اور سبزہ ہو اور یہ زمین کی خوبصورتی صرف اور صرف فلورا ہی ہوتی ہے جو کہ زمین کو خوبصورت بناتی ہے سرائیکی وسیب زمینی ساخت کے اعتبار سے چار رنگوں میں تقسیم ہے۔ چولستانی، میدانی، دریائی اور پہاڑی مقامی زبان میں چولستانی کو روہی کہتے ہیں۔ دریائی کو بیٹ ہٹھاڑ کہتے ہیں اور پہاڑی علاقے کو دمان کہتے ہیں۔ ان چار خطوں کی خوبصورتی اپنی مثال آپ ہے اور وہ ہے صرف اور صرف فلورا کے ذریعے، مثال کے طور پر چولستان میں بڑے بڑے ریت کے ٹیلے ہیں شدید گرمی پڑتی ہے درخت بلکل نہیں ہیں۔ بارشیں بہت کم ہوتی ہیں زیر زمین پانی کڑوا ہے۔ ان حالات میں آپ اندازہ کر سکتے ہیں کہ وہاں زندگی کتنی ویران ہو گی۔ مگر ایسا نہیں ہے جب ساون میں بارشیں ہو جاتی ہیں تو اس کے بعد تمام سوکھی گھاس ہریالی میں بدل جاتی ہے بے انت رنگوں کے چھوٹے چھوٹے پھول (جو مختلف بیلوں پے لگتے ہیں) نکل آتے ہیں انسان تو انسان حیوان کی زندگی بھی اس فلورا کے ذریعے بدل جاتی ہے۔ ہمیں لینڈ سکیپ حوالے سے قصوں میں بہت سے نمونے ملتے ہیں۔ "ناتھ جی" کا دوسرا قصہ "سیانیاں دی وستی" میں جب ناتھ جی اور بچہ حاجی قصے کے اہم کردار سنگھڑ شہر میں پہنچتے ہیں تو وہاں کے ریتلے ٹیلوں پر فلورا کا جو منظر بارش برسنے کے بعد ہوتا ہے اسے یوں بیان کرتے ہیں۔

"کئی ڈیہاڑے اگے مینہ وٹھیا ہا تے ٹیٹک دیاں ولھیں نال سمولے بے ساوے ہن۔"(۸)(ترجمہ: کئی دن پہلے بارش برسی تھی تو ریت کے ٹیلوں پر صحرائی بیل کی وجہ سے پورے ٹیلے سرسبز دیکھائی دیتے تھے۔)اس کے بعد لینڈ سکیپ میں بیٹ کے علاقے کو بیان کیا گیا ہے کہ کیسے چاروں طرف سے فلورا ہی فلورا نظر آتا تھا۔ ناتھ جی کے چھوتھے قصے "رابھنگڑ" میں سرائیکی وسیب کے بیٹ کے لینڈ سکیپ کو اسطرح بیان کیا گیا ہے۔ **"چوگوٹھ گھاٹے جھر بیٹ تے بار ہن۔"**(۹)(ترجمہ: چاروں طرف سے دریائی پودوں کے گھنے جنگل موجود تھے۔)ہم ان قدرت کے نظاروں کو لینڈ سکیپ کہیں یا قدرت کی منظر کشی یہ تمام درخت اور پودے مل کر اس زمین اور سرائیکی وسیب کے خطے کو

Vol. 7 No.1 2024

ISSN Online: 2709-7625

ISSN Print: 2709-7615

خوبصورت بناتے ہیں۔اور کچھ پودے ایسے بھی ہوتے ہیں جو خوبصورتی کے ساتھ ساتھ انسانوں اور جانوروں کو خوراک بھی مہیا کرتے ہیں۔ناتھ جی کے پانچویں قصے "ککڑتے بلا" میں جب ناتھ جی اور نائی بچہ حاجی روہ والے علاقے سے گزر کر بیٹ ہٹھاڑ کے علاقے میں پہنچے ہیں تو روہ کی ویرانی اور بیٹ کی شادابی کو اکٹھا بیان کرتے ہیں۔**"بس کہیں کہیں تھاں کئی جال داون یا کریٹیاں دا جھنگ ڈس پوندا ہا۔نتاں چٹ ڈین ءی چٹ ڈین ادھاپندھ اینویں لنگھیا وت بیٹ ہیٹھاڑ آگیا۔لیاں کانہہ تے کوندر دے جنگل شروع تھی گئے۔"**(۱۰)(ترجمہ:بس کہیں کہیں کسی جگہ پر کوئی جال کا بوٹا یا کریٹیاں (جنگلی بوٹی) کا جھرمٹ نظر آجاتا۔نہیں تو سفید پکی مٹی والی زمینی سطح تھی۔ادھا سفر ایسے گزرا اور پھر دریائی میدان آگیا۔لہیاں،کانیہ اور کوندر (تینوں جنگلی جھاڑیاں ہیں) کے جنگل شروع ہوگئے۔)ایسے ایک اور قصے میں "ناتھ جی" کے آٹھویں قصے "بھوئیں کھتر یندی ملوک زادی" میں جب ناتھ جی اور بچہ حاجی ڈیر اور شہر میں پہنچے جو کے ہاکڑہ دریا کے کنارے پر واقع تھا۔وہاں پر انہوں نے سرائیکی علاقے کے لینڈ سکیپ کو اسطرح بیان کیا ہے۔**"ہک ٹھیرڑھ ہے باہروں آن لنگھدے۔ڈیہدے تاں کیا ڈھیدے جو ٹیڑھ دیاں بروٹیاں ءِچ ہک پک تھلّے تے کلھی تریمیت جھکی جھون گھتی بھوئیں بیٹھی کتھریندی ہے۔"**(۱۱)(ترجمہ:ایک ٹھیرڑھ ہے اس کے قریب سے آگزرتا ہے اور دیکھتا ہے تو کیا دیکھتا ہے کہ کھنڈر میں موجود جھاڑیوں میں ایک پکی زمین پر ایک اکیلی عورت سر جھکا کر زمین کھود رہی ہے۔)ہم پہلے بات کرچکے ہیں کہ فلورا زمین کو خوبصورت بناتا ہے اور خاص طور پر وہ گھاس جس سے زمین ڈھک جائے اور ایسا محسوس ہو کہ کوئی کارپٹ بچھا ہوا ہے سرائیکی وسیب میں جہاں باغ ہوتے ہیں اور میدانی علاقے میں بھی تو وہاں پر کوئی اور فصل نہیں اگائی جاتی اس لیئے وہاں پر صرف سبزہ ہی سبزہ ہوتا ہے جو اپنی مثال آپ ہے "ناتھ جی" کے قصے "روندی کھلدی گھٹے دی سرڑی" میں جب بادشاہ زادہ اور وزیر کا بیٹا شہزادے کی بیوی کو اس کے سسرال سے لے کر آرہے ہوتے ہیں تو راستے میں دوپہر کا وقت گزارنے کے لئے ایک باغ کے پاس رکتے ہیں۔ تو وہاں کے لینڈ سکیپ کو اس طرح بیان کرتے ہیں۔**"باغ اچ تلے تے ساوڑی دے اکھیندے دریہہ وچھے پن۔"**(۱۲)(ترجمہ: باغ میں تلے اور سبز گھاس کی وافر تہہ بچھی ہوئی تھیں۔)ایسے ہی ناتھ جی کے ایک اور قصے "منارا" میں جب وہ سرائیکی وسیب کے شہر پتن منارا میں پہنچتے ہیں تو وہاں پر منارے میں قید شہزادی نے جب منارے کی دیواروں کے ساتھ کان لگا کر منارے کے باہر کے ماحول کا اندازہ لگانا چاہا تو منارے کی ایک طرف سے اسے جنگل محسوس ہوا اور اس نے وہاں سے نکلنے کا منصوبہ بنایا۔ اس لینڈ سکیپ کو اس طرح سے بیان کیا گیا ہے۔**"اے سدھ تھی گئی جو جھر دیاں گھاٹیاں جھیڑاں کیڑھے کیڑھے پاسوں ہن۔"**(۱۳)(ترجمہ:اسے پتہ چل گیا کہ گھنی قسم کے درخت اور جھاڑیاں منارے کی کون کون سی طرف سے ہیں۔)

فلورا کے حوالے سے ایک پہلو فلورا بطور دوا بھی ہے۔قدیم تہذیب میں بھی اور آج کل کے جدید زمانے میں بھی نباتات بطور دوا استعمال ہو رہے ہیں۔انسان نے اپنی ترقی کے ابتدائی زمانے میں ہی جان لیا تھا کہ اس کے ماحول میں ارد گرد گھاس جڑی بوٹی اور درخت صرف انسان وحیوان کی خوراک کا ہی ذریعہ نہیں بلکہ ان میں انسانوں کو ہونے والے درد،تکلیف اور بیماری سے نجات کے خواص بھی موجود ہیں۔پرانے زمانے کے انسان کا عمل وقت کے گذرنے کے ساتھ ساتھ اور ترقی کرتا گیا۔آج کے دور میں بھی ہربل میڈیسن اچھی دوا تصور کی جاتی ہیں۔فلورا کے ان خواص کو تمام اسمانی کتابوں کے علاوہ زمینی علم پر مبنی کتب نے بھی تقویت دی ہے بلکہ سند عطا کی ہے۔

سرائیکی لوک قصوں میں اکثر شہزادی بیمار ہوتی ہے تو اس کے علاج کیلئے شاہی طبیب ہمیشہ دور دراز کے ملکوں کی جڑی بوٹیوں سے ہی علاج کرتے نظر آتے ہیں۔ حتی کہ مختلف قصوں میں جب شہزادی بیماری کی وجہ سے قریب المرگ ہوتی ہے۔ حتی کہ بچنے کے بھی بہت کم امکان ہوتے ہیں اس وقت بھی شاہی طبیب یا کوئی اللہ والے کسی دور کے ملک کے کسی پودے کا بتلاتے ہیں کہ وہ اگر مل جائے تو شہزادی ٹھیک ہو جائے گی۔ایسے مشکل وقت میں جو لوگ ایسے پودے لاتے ہیں جن میں زندگی بچانے کی صلاحیت ہوتی ہے تو انعام میں بادشاہ ایسے نوجوان کو شہزادی کے ساتھ شادی کرنے اور ادھی سلطنت دینے کیلئے بھی تیار ہو جاتے ہیں۔ایسی مثالوں سے لوک قصے بھرے پڑے ہیں۔ ہمیں سرائیکی قصوں میں ایسے پودے بھی ملتے ہیں جن سے ادویات بنتی ہیں یا جنہیں بطور دوا استعمال کیا جاتا ہے۔

"چولستانی لوک کہانیاں" میں قصہ "ترسیا تتر اتے افشائے راز" میں ایک صحرائی بوٹی کو بطور دوا استعمال کیا گیا ہے۔جو کہ ایک شاہ جی صحرا سے لائے تھے۔اور یہ بوٹی انہیں ایک تیتر کی مدد سے ملی تھی جب وہ زندگی اور موت کی کشمکش تھے تو اس بوٹی کے پاس ایک تیتر آکر گر جو قریب المرگ تھا تو اس نے اس بوٹی پر اپنی چونچ رگڑی تو بالکل تروتازہ اور ٹھیک ہوگیا۔جب شاہ جی پیاس کی شدت سے صحرا میں مرنے کے قریب تھے تو انہوں نے یہ منظر دیکھا اور اس بوٹی کے قریب پہنچے اور اس کے دو تین پتے توڑ کر چبائے تو ان کی جان میں جان آگئی تو شاہ جی جب وہاں سے چلنے لگے تو انہیں خیال آیا کہ کیوں نہ اس صحرائی بوٹی کو توڑ لو تو وہ بوٹی کو توڑ کر ساتھ لے گئے اور جب بھی کوئی صحرائی مریض ان

ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7615

کے پاس آتا تو وہ پانی میں اس بوٹی کا ایک پتہ ملا کر دیتے جس سے مریض فوراً ٹھیک ہو جاتا۔ تو اس بوٹی کی وجہ سے وہ شاہ جی کی بجائے حکیم صاحب ہو گئے اور جب وہ بوٹی ختم ہوتی ہے تو اس کی حکمت بھی ختم ہو جاتی ہے۔ تو اس کو قصے اس طرح بیان کیا گیا ہے۔

"انہیں جلدی نال صحرائی بوٹی کوں پٹیا اتے تھیلے اچ پاتے نال گھن گئے۔ ول تے جیڑھا وی صحرائی مرید کہیں وی بیماری اچ پھاتا انہیں دے کول آوے ہا۔ اُوں اُوں بوٹی دا ہک پتر گھول تے او کوں پلاڈیون ہا۔ اور اُو ٹھیک ٹھاک تھی ویندا ہا۔ ایں طرح اُو شاہ سئیں دی جاء تے حکیم صاحب مشہور تھی گئے ہن۔ جیڑھلے بوٹی ختم تھئی تاں انہیں دی حکمت وی ختم تھی گئی۔" (١٤) (ترجمہ: اس نے جلدی سے صحرائی بوٹی کو توڑا اور اپنے تھیلے میں ڈال کر ساتھ لے گئے۔ اور پھر جب بھی صحرائی مرید کوئی بیماری میں پھنسا ہوا ان کے پاس آتا تو وہ اس بوٹی کا ایک پتہ پانی میں ڈال کے پلا دیتا اور وہ ٹھیک ہو جاتا۔ اس طرح وہ شاہ جی سے حکیم صاحب مشہور ہو گئے تھے۔ جب بوٹی ختم ہوئی تو ان کی حکمت بھی ختم ہو گئی۔) اس کے علاوہ کچھ پودے ایسے بھی ہوتے ہیں جنہیں براہ راست تو استعمال نہیں کرتے پر ان کا عرق کشید کر کے اس سے دوائیاں بنائی جاتی ہیں۔ اس طرح عرق عموماً سیرپ اور پینے والی اشیاء میں ملائے جاتے ہیں اور کچھ پھلوں کے عرق نکال کر ان کا جوس یا شربت بھی بنایا جاتا ہے۔ سرائیکی لوک قصوں میں سے "سرائیکی لوک کہانیاں" کے گیارہویں قصے "بنی راجہ" میں ہمیں جڑی بوٹیوں سے عرق کشد کرنے کے نمونے ملتے ہیں۔ جس میں دو بھائی اپنی سوتیلی ماں سے بچ کر کہیں چلے جاتے ہیں اور وہ فیصلہ کرتے ہیں کہ الگ الگ راستوں سے جائیں گے ایک بھائی جو چھوٹا ہوتا ہے وہ بادشاہ بن جاتا ہے اور بڑا بھائی جنگلوں میں گھاس پھوس کھا کر گزارا کرتا ہے وہاں اسے ایک فقیر ملتا ہے جو ایک جھونپڑی میں رہتا ہے وہ اس کے ساتھ رہنے لگ جاتا ہے وہ اور فقیر سارا دن جنگل کی جڑی بوٹیوں کے عرق کشید کرتے رہتے ہیں۔ **"تے ول اے سارا ڈینہہ اے ڈوہیں جڑی بوٹیاں گولیندے ہن تے انہاں دے عرق کڈھیندے ہن پر فقیر اوں کوں انہاں اے راز نہ ڈیندا ہا جو انہاں بوٹیاں کنوں او کیا بنڑیندے ہک ڈینہہ کجھ بوٹیاں دا عرق کشید تھیا پیا ہا۔"** (١٥) (ترجمہ: اور پھر یہ سارا دن دونوں جڑی بوٹیاں تلاش کرتے اور پھر ان کا عرق کشید کرتے۔ مگر فقیر اسے اپنا عرق کشید کر کے استعمال کا راز نہیں بتاتا تھا۔ کہ وہ ان بوٹیوں کے عرق سے کیا بناتا ہے۔ ایک دن کچھ بوٹیوں کا عرق کشید ہوا پڑا تھا۔) اس کے علاوہ کچھ پودے ایسے بھی ہوتے ہیں جو نشہ آور ہوتے ہیں جنہیں صرف ان کے سونگھنے یا ان کے پتے کھانے سے بھی غنودگی ہو جاتی ہے ہمیں ایسے کچھ پودوں کا ذکر "ناتھ جی" کے قصہ "منگراں بادشاہ زادی" میں ملتا ہے۔ جب جیسل شہزادہ منگراں بادشاہ زادی کو ملنے اس کے شہر جاتا ہے تو وہاں پر کچھ پہرے دار موجود ہوتے ہیں تو ان پہرے داروں کو بڑھیا کے روپ میں نشے والے لڈو کھلا کر جیسل شہزادہ سلا دیتا ہے بے ہوش کر دیتا ہے اور پھر منگراں شہزادی سے ملنے جاتا ہے۔ تو ہمیں نشہ آور فلورا کے نمونے بھی سرائیکی لوک قصوں میں ملتے ہیں۔ **"مریں نہ شالا بڈھڑآ۔ کئی بلاں دی ماری تاں نیوی کئی دھتورا یا بھنگ شنگ تاں نئی ملائی ودی۔"** (١٦) (ترجمہ: مریں شالا بوڑھی عورت کسی بیماری کی ماری تو نہیں ہو کوئی دھتورا اور بھنگ شنگ (نشہ آور بوٹیاں) تو نہیں ملائی ہوئی۔)

"بادشاہ اللہ آپ" میں ایک قصہ "حسن شیر تے ہاؤبیر" کے عنوان سے ہے۔ اس میں ایک جٹ اپنے بیٹے کو حکیم کے پاس تعلیم اور حکمت کی تعلیم کیلئے لے آتا ہے۔ حکیم صاحب اسے پڑھانا شروع کر دیتے ہیں۔ ایک دن وہ اسے کوئی بوٹی جو انہوں نے کسی دوا میں استعمال کرنی ہوتی ہے، لینے کیلئے پنساری کی دوکان پر بھیج دیتے ہیں۔ اسے بوٹی کا نام بھول جاتا ہے۔ اب وہ پنساری کی دوکان پر جتنی جڑی بوٹیاں کے نام لکھے ہوتے ہیں ان میں سے حکیم صاحب کی بتائی ہوئی بوٹی کا نام تلاش کرنا شروع کر دیتا ہے۔ یہ وہ جڑی بوٹیاں ہیں جو صدیوں سے سرائیکی وسیب میں حکیم اور گھر کی بڑی بوڑھیاں مختلف بیماریوں سے بچاؤ کیلئے استعمال کرتی آ رہی ہیں۔ **"حسن شیر کرے شمار، جموں، کھمبی، انب، انار، پت پاپڑ شربت دینار، گل کلاں کر گشت اچار، اکلی اک، دھماں، سنوار، دھتورا دھوپ اتے جو کھار، صندل، نیلوفر، عناب، ہوڈل پپن، پھل غلاب، ستیاناسی گورکھ پان، سونف سنوار تے سورنجان، جل وتری تے خوب کلاں، لونگ سپاری حولنجان، شعلب لوی، پتھ کڈھاں، رسوت، بسوت تے کڑتحاں، کمرکس تے ولھ کنڈیاری، کتھار چونا لونگ سپاری، جیرا، جو، جوائین، کٹھی، کالی مرچ، جنوانھ، ملٹھی بکھڑا، گگل، سنڈھ، بسواس، سنجی، میناں تے خشخاس، بیرم ڈنڈئی، گیورو گیری، ساجو، چوڑتے ون ویڑی، جے پھل، عقرقرہا، کنجوہا، سچن لون، صدف تے گوہا امبر، مشک اتے کستوری، کھیرا کشمیری، دستوری، پھل دھاوے، لال لکھانہ، گل قند، سنگرف تے بھی ڈانہ، گل زنبق تے زرد ہلیلہ، بھیڈک تے بھوئیں پھوڑ، کریلا، تخم بلنگو، تارامیرا، گل جنگی تے گوند کتیرا، سنبو برگ، تے برگ داشیرا، تیو تے زعفران، مھیلا، پتھر چٹ، چنار، بلیلہ، چے پھل سک، سنلہ وہیلہ سک انار، پپیتیہ، کھبرا، جو تے ول اجوائن تے جیر است گلو، سمندر سوک، خنظل تخمی، رتن جوت، قلمی شورہ، اندریں جو، پان پپیتیہ، پپن دی واؤلیئو، بنولی، پیر، پیوٹی کھمبی، سیٹوں تے گھیو پوئی، گھرائین، چوہے کیر، ہانسا، بانسائے، ہاؤبیر"** (١٧)

ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7615

مقامی نباتات پناہ گاہ اور گرمی سے بچاؤ کے لئے تعمیراتی مواد فراہم کرتی ہیں۔ مقامی جانور نہ صرف زمینی بلکہ پرندے آبی جاور بھی پودوں میں پناہ پاتے ہیں۔ اور گھونسلے اور گھر بنانے کے لئے قریبی پودوں کے مواد کا استعمال کرتے ہیں۔ پودوں سے حفاظت کا کام بھی لیا جاتا ہے۔ یعنی کہ اگر ہم کسی انجان خطرے میں پھنس جائیں تو خود کو محفوظ کرنے کے لئے ہم ان پودوں کا سہارا لیتے ہیں۔ اس میں صحرائی جھاڑیاں یا دریائی بیلے وغیرہ بھی حفاظت کا سبب بنتے ہیں۔ سردی اور گرمی سے بچنے کے لئے اکثر و بشتر جانور اور انسان پودوں اور درختوں کے سائے کا سہارا لیتے ہیں۔ اور ان درختوں کے نیچے پناہ حاصل کرتے ہیں۔ فلورا کو بطور حفاظت کا ذریعہ قصوں کی کتاب "ناتھ جی" جس کا پہلا قصہ "ہر اکھیں ڈٹھا سچ نی ہوندا" میں بیان کیا گیا ہے۔ جہاں وزیر زادہ اپنی نئی نویلی دلہن کے کرتوت دیکھنے کے لئے ایک پودے کے سائے میں چھپ جاتا ہے کیونکہ اس کی دلہن شادی والی رات چھپ کر گیدڑ کی آواز پر دریا سے مردہ نکالنے جاتی ہے جس کی ران میں لال ہوتا ہے تو وہ اس کا پیچھا کرتے ہوئے جاتا ہے اور لئی کے پودے کا سہارا لیتا ہے۔ **"اولے ڈیندا پباں دے بار ٹردا ہک لئی دے اوڈھر تھی گیا تے اوندے کرتن ڈھیدا ریہا۔"** (۱۸) (ترجمہ: آہستہ آہستہ چھپتا چھپاتا پاؤں کی ہتھیلیوں کا سہارا لیتا ہوا ایک لئی (جنگلی بوٹی) کے پیچھے چھپ گیا۔) اس کے علاوہ پھر "ناتھ جی" قصوں کی کتاب کے قصے "منگراں بادشہزادی" میں بھی پودوں کو بطور حفاظت استعمال کیا گیا ہے۔ جب جیسل شہزادہ منگراں شہزادی سے ملنے جاتا ہے تو وہ اسے ملنے کے لئے ایسی جگہ بتاتی ہے جہاں بہت ساری جالوں کے پودوں کا جھرمٹ ہے جو محفوظ جگہ ہے جہاں انہیں کوئی دیکھ نہیں سکتا۔ **"منگراں ڈسیا ہس اونویں جالھیں دے اولے چھاہندا چھاہندا اوں جلھوٹے دے پچھوں ونج نکھتا۔"** (۱۹) (ترجمہ: منگراں نے جیسے اسے بتایا تھا ویسے ہی جالوں کے جھرمٹ کے سائے میں آہستہ آہستہ ان جھاڑیوں کے جھرمٹ میں جا نکلا۔) کہ پودوں کو بطور سایہ بھی استعمال کیا گیا ہے اور سرائیکی وسیب کے زیادہ تر لوگ درختوں کی چھاؤں میں بیٹھنا اچھا سمجھتے ہیں جس سے انہیں خوشگواریت کا احساس ہوتا ہے اور ہم اپنے گھروں اور گھروں کے باہر درخت اور سائے دار پودے لگاتے ہیں جس سے گھر کی خوبصوتی بھی بڑھتی ہے اور وہ سایہ بھی فراہم کرتے ہیں۔ سائے کی افادیت کے حوالے سے "ناتھ جی" کے قصہ "منارا" میں اس منظر کو بیان کیا گیا ہے جہاں دوپہر گزارنے کے لئے وہ ایک بوہڑ کے درخت کے نیچے بیٹھتے ہیں۔ **"بوہڑ دے ہک گھاٹے ون ہیٹھ ڈوپاہرا اکتونے۔"** (۲۰) (ترجمہ: بوہڑ کے ایک گھنے درخت کے نیچے انہوں نے دوپہر کا وقت گزارا۔) قصوں میں ایک بادشاہ ایسا بھی ہے جو چاہتا ہے کہ اس کا علاقہ خوبصورت ہو اور وہ یہ کوشش کرتا ہے کہ اس کے علاقے کی خوبصورتی درختوں کے ذریعے ہو اور وزیر بھی اس کو یہی مشورے دیتے ہیں۔ کہ درخت لگائے جائیں شہر کے باہر اور بہت سے فائدے ہیں اور پودوں کے مختلف استعمال بھی بتاتے ہیں۔ "ہک ہا بادشاہ" کے پہلے قصے "سوجا ملاح" میں جب وزیر نواب شجاع سے حسد کی بنا پر اسے عہدے سے دستبر دار کروانا چاہتے ہیں تو وہ بادشاہ کو شہر کے باہر بوہڑ کے درخت لگانے کا مشورہ دیتے ہیں اور اس کے فائدے بھی بتاتے ہیں اور یہ کہتے ہیں کہ نواب شجاع خان کو بوہڑ کے درختوں کے بیج لانے کے لئے دوسرے ملک میں بھیجا جائے۔ تو وہ درختوں کے مختلف استعمال کو اسطرح بیان کرتے ہیں۔ **"ہک وزیر عرض کیتی حضور بوہڑ دی چھاں تلے جنج بندیاں دی بہہ سگدی ہے۔ ڈوجھے عرض کیتی عالم پناہ شہر دی مخلوق ڈھور ڈنگر پندھیڑو ہنالے ماہ چھاں تلے بہن تے حضور دی سلامتی دی دعا کریسن۔ تریجھے عرض کیتی بوہڑیں دے درختاں نال شہر دی خوبصورتی ودھیسی پر بوہڑیں دا بج گواڈھی ملک تو گھیدا ونجے۔"** (۲۱) (ترجمہ: ایک وزیر نے عرض کی حضور بوہڑ کے سائے میں بہت سارے لوگ بیٹھ سکتے ہیں دوسرے نے عرض کی عالم پناہ شہر کی مخلوق اور جانور اور مسافر گرمی کے موسم میں اس کے سائے میں بیٹھیں گے تو حضور کی سلامتی کی دعا کریں گے۔ تیسرے نے کہا کہ بوہڑ کے درختوں کے ساتھ شہر کی خوبصورتی بڑھتی ہے لیکن بوہڑ کے بیج قریبی ملک سے منگوئے جائیں۔)

پودے ماحولیاتی نظام کے لئے خوراک کا ذریعہ بھی ہوتے ہیں۔ مقامی نباتات نہ صرف انسانوں کے لئے بلکہ اس علاقے میں رہنے والے جانورں، پرندوں اور تمام کیڑوں مکوڑوں کے لئے خوراک مہیا کرتے ہیں۔ اور کچھ مقامی پودے براہ راست بھی استعمال ہوتے ہیں اور پودے پکا کر کھانے کے قابل بنائے جاتے ہیں۔ ہماری خوراک میں گندم، گھیوں، جو، چاول، دالیں، پھل اور سبزیاں شامل ہیں اور یہ تمام چیزیں ہمیں فلورا سے ہی حاصل ہوتی ہیں۔ "ناتھ جی" کے قصے "روندی کھلدی گھٹے دی سرڑی" کو فلورا بطور خوراک بیان کیا گیا ہے جہاں پر شہزادہ اور وزیر زادہ شہزادے کی شہزادی کو دوسرے ملک سے ستواڑہ کی رسم سے واپس لے کر آرہے ہوتے ہیں اور وزیر زادے کی نیت خراب ہو جاتی ہے شہزادی کی خوبصورتی دیکھ کر وہ شہزادے کو ایک باغ میں قیام کرنے کا کہتا ہے اور وہاں شہزادے کو کہتا ہے کہ تم گیدڑ بنو اور آم توڑو میں منتر پڑھ کر پھر تمہیں انسان بنا دوں گا۔ تو شہزادہ اپنے وزیر زادے دوست کی بات مان کر گیدڑ بن جاتا ہے اور آم کے درخت سے آم توڑنے لگ جاتا ہے اور پھر بعد میں وہ وزیر زادہ اسے انسان نہیں بناتا اور شہزادی کو زبردستی لیکر چلا جاتا ہے اور خود اس سلطنت کا بادشاہ بن جاتا ہے۔ اس قصے میں فلورا کو بطور خوراک اس طرح بیان کرتا ہے۔ **"کاکا کھلیس تاں اتھائیں باغ ءِ چ ڈوپاہرا چا کروں گھوڑے وی ایتھاؤں باغ ءِ چوں چرا گھنسوں تے انب پکے کھڑے ہن اے وی پیٹ تے کھاؤں۔"** (۲۲) (ترجمہ: بھائی اگر کہو تو باغ میں دوپہر گزار لیں گھوڑے

Vol. 7 No.1 2024

ISSN Online: 2709-7625

ISSN Print: 2709-7615

بھی باغ میں چرالیں اور آم پکے ہوئے ہیں یہ آم بھی توڑ کر کھاتے ہیں۔)اس کے علاوہ ہم جانتے ہیں کہ فلورا سے ہمیں خوراک گندم یا باجرہ وغیرہ بھی حاصل ہوتا ہے جسے مقامی لوگ خود کاشت کرتے ہیں۔اور دیکھ بھال کرتے ہیں اور اپنے لئے سالانہ غلا اکٹھا کرتے ہیں "سرائیکی لوک کہانیاں" کے قصے "ہوائی محل" میں فلورا کو بطور خوراک اس طرح بیان کرتے ہیں۔**"جتھاں سڑک دے کنارے باجھری رادھی تے پکی کھڑی ہئی تے ہک عورت منہے تے بیٹھی ہوئی جھار ہکلیندی ہئی۔"**(۲۳)(ترجمہ: جہاں سڑک کے کنارے باجری کی فصل اگی ہوئی تھی اور پک کر تیار ہوئی کھڑی تھی اور ایک عورت وہاں بیٹھی ہوئی جھار اڑا رہی تھی۔)

فلورا کا معشیت میں بھی بہت اہم کردار ادا ہوتا ہے۔زیر مطالعہ قصوں میں فلورا میں سے صرف جنگل کی لکڑی کو فروخت کرے روزی روٹی کا بندوبست کرتے دکھایا گیا ہے۔اس کے علاوہ درخت کی سوکھی لکڑی کو خرید کر یا مفت اپنے لیئے استعمال کرتے ہوئے قصوں میں دکھایا گیا ہے۔جنگل س لکڑی لا کر اسے بازار میں بیچ کر بہت سارے لوگ اپناں اور اپنے بچوں کا پیٹ پالتے ہیں اور گھریلو ضروریات کی بہت شاری اشیاء بناتے ہیں فلورا کا انسانی زندگی میں بہت اہم کردار ہے سرائیکی لوک قصوں میں عموماً لکڑہارے کے حوالے سے بہت سے قصے ملتے ہیں۔"سرائیکی لوک کہانیاں" کے قصے "مقصوم دا ہک ٹکا" میں ایک درکھان کی کہانی بتائی گئی ہے۔کہ وہ لکڑی کی ایک چارپائی بناتا ہے اور پھر اس کے ساتھ کیسے وہ غریبی سے امیری کی طرف آجاتا ہے اس کی زندگی بدل جاتی ہے۔اور چارپائی کی خاصیت یہ ہے کہ وہ بیش بہا قیمتی ہے۔کیونکہ چارپائی جس بادشاہ نے خریدی اسے غلط فہمی سے بچاتی رہی۔فرنیچر بنانے کے اس نمونے کو قصے میں اس طرح پیش کیا گیا ہے۔**"ایویں جنگل ڈو منہ چا کیتس ساری ڈیہاڑی جنگل اچ رلدا ریہا۔آخر کتھاہوں ہک کھٹ بناون جوگیاں لکڑیں کپیونس تے شام کوں گھر چا آیا۔کڑیں چا گھدونس تے کھٹ بناون شروع کر ڈتیوس۔کئی ڈیہاں دے بعد او کھٹ بن گئی۔ول اوں کو بازار چا گیا۔آکھے کھٹ ویکاؤاے پر کھٹ ان مل ہے۔"**(۲۴)(ترجمہ: ایسے جنگل کی طرف منہ کیا اور سارا دن جنگل میں گھومتے اسے شام ہو گئی۔اور وہاں اس نے ایک چارپائی بنانے جتنی لکڑیاں اکٹھی کیں اور شام کو گھر لے آیا۔اور پھر لکڑیوں کی چارپائی بنانا شروع کر دی۔کئی دنوں کے بعد وہ چارپائی بن گئی اور اسے اٹھا کر بازار لے گیا اور کہا کے چارپائی بکاؤ ہے اور بیش بہا قیمتی ہے۔)فلورا سے ہم گھریلو ضروریات کا فرنیچر بھی بناتے ہیں اور اس کے ساتھ ساتھ اس سے فرنیچر کا کاروبار کر کے اپنے بچوں کا پیٹ پالتے ہیں اور گزر بسر کرتے ہیں اس کے ساتھ ساتھ ہم فلورا کو بطور ایندھن بھی استعمال کرتے ہیں۔اکثر دیہاتوں میں لکڑیاں جلا کر کھانا پکایا جاتا ہے۔اور ہمیں سرائیکی لوک قصوں میں بھی فلورا ایندھن استعمال کیا گیا ہے۔"سرائیکی لوک کہانیاں" کے قصے ہک ہا لکڑہارا" میں فلورا کو بطور ایندھن استعمال کیا گیا ہے کہ لکڑہارے کی بیوی اسے کہتی ہے کہ تم کھانا پکانے کے لئے لکڑیاں لا دو تو جب لکڑہارا ایک درخت پر چڑھ کر لکڑیاں اتارتا ہے تو اسے وہاں ایک چیل کے گھونسلے میں سونے کا ہار ملتا ہے جسے بیچ کر اپنی زندگی کو بہتر بناتا ہے۔**"اوں آکھا یا میں اینکوں صاف کریندی ہاں توں بس ٹالھی توں سکیاں لکڑیں لہائی آ، لکڑیں کائنی،او گھر دے سامنے والی ٹالھی تے چڑھ گیا۔سکیاں سکیاں ٹنگلیاں ذرا اچیاں ہن۔"**(۲۵)(ترجمہ: میں ایسے صاف کرتی ہوں تم اس درخت سے لکڑیاں اتار آؤ وہ گھر کے سامنے والی ٹالھی پر چڑھ گیا اور سوکھی سوکھی جلنے کے قابل پتلی لکڑیاں ذرا اوپر تھیں۔)

سرائیکی لوک قصوں کی تحقیق و تنقید کا حاصل مطالعہ پانچ پہلوؤں میں ابھر کر سامنے آتا ہے۔سرائیکی وسیب کی زمین کی قدرتی ساخت میں فلورا خوبصورتی کا باعث ہے۔سرائیکی وسیب کے جتنے قدرتی رنگ ہیں ان میں فلورا خوبصورتی کا سبب ہے۔وہ گھاس کی شکل میں ہو بیلوں کی شکل میں ہو۔یہ سب اس وسیب کو خوبصورت بناتے ہیں۔جن کا قصوں میں خوب ذکر ہے۔اس وسیب کے تمام انسان و حیوان اپنی خوراک فلورا سے حاصل کرتے ہیں۔اس میں پرندے بھی شامل ہیں۔قدرتی نباتات سے بھی اور خود کاشت پودوں سے بھی ان کو بھی قصوں میں بیان کیا گیا ہے۔ انسان فلورا کو اپنی مرضی کی رہائش گاہیں بنانے کیلئے استعمال کرتے ہیں اور جانور اور پرندے بھی فلورا کو بطور رہائش استعمال کرتے ہیں۔جو انہیں گرمی سردی سے محفوظ کرتا ہے۔یہ موضوع بھی قصوں میں موجود ہے۔معاشی حوالے سے لکڑہارا جو جنگل سے لکڑی لا کر بیچتا ہے اور درکھان جو لکڑی کو انسانوں کے استعمال کے قابل بناتا ہے ایسے بھی بہت سارے قصے کے حوالے موجود ہیں۔درد تکلیف اور بیماری سے بچنے کیلئے فلورا کی اہمیت اس پہلو کو بھی تفصیل سے قصوں میں بیان کیا گیا ہے۔

آج کل سائنسی تصور کے حوالے سے لوک ادوایاتی خواص قصوں میں موجود فلورا کے بارے میں جو تصور ہے اس کا اگر تقابل کیا جائے۔تو ہمیں پتہ چلتا ہے۔اجناس، گھریلو استعمال کی ضروریات، پھل، پھول، اور سب سے بڑھ کر فلورا کی جو medicinal value ہے، جس طرح قصوں میں موجود ہیں وہ آج بھی اُسی طرح موجود ہیں۔

Vol. 7 No.1 2024
ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7615

البتہ یہ پودے ہمارے لیے آکسیجن پیدا کرتے ہیں جس کے بغیر یہ پوری کائنات چند سکینڈوں میں ختم ہو جائے کا کوئی تصور موجود نہیں ہے۔قدرتی نظام کو فلورا نے کس طرح بیلنس کیا ہوا ہے اس کا قصوں میں کوئی تصور موجود نہیں ہے۔

حوالہ جات

1. http://ur.encyclopedia-titanica.com
2. https://www.iucn.org/asia/thiland/countries/thiland/conserving-habitats-globally-important-flora-and-fauna-productio-landscapes
3. “The Meaning of Flora, “Humanistica Lovaniensia, vol. 68, no. 1(Spring,2019), pp.237-49
4. http:/simple .m. wikipedia.org/wiki.flora
5. https://journals.plos.org/plosone/artical?id=10.1371/journal.pone.0119248
6. https://ur.wikipedia.org

7- Medicinal food and Aromatic Plants, S.vedavathy, in encyclopedia of forest science, university of oxford UK, 2004, P:533

۸۔ عرفان،عبداللہ ،ملک،سرائیکی لوک قصے،بہاولپور،پاکستان سرائیکی ادبی بورڈ،۱۹۹۲ء،ص:۷۰

Irfan ,Abdullah, malik, saraiki lok qissay, bahawalpoor, Pakistan saraiki adbi board,1992, P :70

۹۔ عرفان،عبداللہ ،ملک،سرائیکی لوک قصے،بہاولپور،پاکستان سرائیکی ادبی بورڈ،۱۹۹۲ء،ص:۱۴۸

Irfan ,Abdullah, malik, saraiki lok qissay, bahawalpoor, Pakistan saraiki adbi board,1992, P :148

۱۰۔ عرفان،عبداللہ ،ملک،سرائیکی لوک قصے،بہاولپور،پاکستان سرائیکی ادبی بورڈ،۱۹۹۲ء،ص:۱۷۱

Irfan ,Abdullah, malik, saraiki lok qissay, bahawalpoor, Pakistan saraiki adbi board,1992, P :171

۱۱۔ عرفان،عبداللہ ،ملک،سرائیکی لوک قصے،بہاولپور،پاکستان سرائیکی ادبی بورڈ،۱۹۹۲ء،ص:۳۱۵

Irfan ,Abdullah, malik, saraiki lok qissay, bahawalpoor, Pakistan saraiki adbi board,1992, P :315

۱۲۔ عرفان،عبداللہ ،ملک،سرائیکی لوک قصے،بہاولپور،پاکستان سرائیکی ادبی بورڈ،۱۹۹۲ء،ص:۳۴۵

Irfan ,Abdullah, malik, saraiki lok qissay, bahawalpoor, Pakistan saraiki adbi board,1992, P :345

۱۳۔ عرفان،عبداللہ ،ملک،سرائیکی لوک قصے،بہاولپور،پاکستان سرائیکی ادبی بورڈ،۱۹۹۲ء،ص:۲۳۷

Irfan ,Abdullah, malik, saraiki lok qissay, bahawalpoor, Pakistan saraiki adbi board,1992, P :238

ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7615

۱٤۔ اختر، نسیم، چولستانی لوک کہانیاں، ملتان، بیکن بُکس، ۲۰۰۹ء، ص: ٦۹

Akhtar , Naseem , Cholistani lok kahaniyan, Multan , bekon books, 2009, P : 69

۱٥۔ ظامی، بشیر احمد، سرائیکی لوک کہانیاں، بہاولپور، اردو اکادمی، ۱۹۸۴ء، ص: ٦۳

Zami, Basheer Ahmed , saraiki lok kahaniyan, bahawalpoor, urdu akadmi, 1984, P : 63

۱٦۔ عرفان، عبداللہ ، ملک، سرائیکی لوک قصے، بہاولپور، پاکستان سرائیکی ادبی بورڈ، ۱۹۹۲ء، ص: ۲۹٦

Irfan ,Abdullah, malik, saraiki lok qissay, bahawalpoor, Pakistan saraiki adbi board,1992, P :296

۱۷۔ اشرف، ایم بی، بادشاہ اللہ آپ، ملتان، بر صغیر پرنٹرز، ۲۰۱۰ء، ص: ۷۱، ۷۲

Ashraf , MB, Badshah Allah Aap, Multan , bar e sagheer printers, 2010, P : 71,72

۱۸۔ عرفان، عبداللہ ، ملک، سرائیکی لوک قصے، بہاولپور، پاکستان سرائیکی ادبی بورڈ، ۱۹۹۲ء، ص: ٥٥

Irfan ,Abdullah, malik, saraiki lok qissay, bahawalpoor, Pakistan saraiki adbi board,1992, P :55

۱۹۔ عرفان، عبداللہ ، ملک، سرائیکی لوک قصے، بہاولپور، پاکستان سرائیکی ادبی بورڈ، ۱۹۹۲ء، ص: ۲۹٤

Irfan ,Abdullah, malik, saraiki lok qissay, bahawalpoor, Pakistan saraiki adbi board,1992, P :294

۲۰۔ عرفان، عبداللہ ، ملک، سرائیکی لوک قصے، بہاولپور، پاکستان سرائیکی ادبی بورڈ، ۱۹۹۲ء، ص: ۲۱۲

Irfan ,Abdullah, malik, saraiki lok qissay, bahawalpoor, Pakistan saraiki adbi board,1992, P :212

۲۱۔ غنی، طاہر، ہک ہا بادشاہ، ملتان، طاہر غنی اکیڈمی کبیر والا، ۱۹۸۱ء، ص: ٦۰

ghanni, tahir, hook ha badshah, Multan , tahir ghanni academy kabeer wala, 1981, P :60

۲۲۔ عرفان، عبداللہ ، ملک، سرائیکی لوک قصے، بہاولپور، پاکستان سرائیکی ادبی بورڈ، ۱۹۹۲ء، ص: ۳٤٦

Irfan ,Abdullah, malik, saraiki lok qissay, bahawalpoor, Pakistan saraiki adbi board,1992, P :346

۲۳۔ ظامی، بشیر احمد، سرائیکی لوک کہانیاں، بہاولپور، اردو اکادمی، ۱۹۸۴ء، ص: ۸٦

Zami, Basheer Ahmed , saraiki lok kahaniyan, bahawalpoor, urdu akadmi, 1984, P :86

۲٤۔ ظامی، بشیر احمد، سرائیکی لوک کہانیاں، بہاولپور، اردو اکادمی، ۱۹۸۴ء، ص: ۹٥، ۹٦

Zami, Basheer Ahmed , saraiki lok kahaniyan, bahawalpoor, urdu akadmi, 1984, P :95,96

۲٥۔ ظامی، بشیر احمد، سرائیکی لوک کہانیاں، بہاولپور، اردو اکادمی، ۱۹۸۴ء، ص: ٤۹

Zami, Basheer Ahmed , saraiki lok kahaniyan, bahawalpoor, urdu akadmi, 1984, P :49